2 نہیں۔۔۔1 پاکستان

تحریر: سہیل احمد لون

گزشتہ دنوں لندن میں ایک مرتبہ پھر پاکستانی سیاست کا درجہ حرارت عروج پر رہا جس کا اندازہ اسی بات سے لگایا جا سکتا ہے کہ نا اہل وزیر اعظم اپنے لاؤ لشکر سمیت اپنی اہلیہ کی بیمار پرسی کیلئے تشریف لائے چیئر مین تحریک انصاف عمران خان بھی نمل یونیورسٹی کے لیے چندہ اکٹھا کرنے کیلئے لندن میں ہی موجود تھے، وزیر اعظم شاہد خاقان عباسی بھی دولت مشترکہ کے اجلاس میں شرکت کے لیے لندن موجود تھے ۔میاں صاحب بھی آج کل ووٹ کو عزت دینے کا نعرہ لگا رہے ہیں مگر ووٹر کو عزت دینے کی بات اب بھی نہیں کرتے۔جمہوری ادوار میں عوام کی تذلیل کا جو تماشہ دیکھنے کو ملتا ہے ہو سکتا ہے ایوبی ضیاعی اور پرویزی ادوار میں بھی ایسے مناظر دیکھنے کو نہ ملے ہوں۔شاہد خاقان عباسی کو قسمت نے وزیر اعظم تو بنا دیا مگر جو شخص خود اپنے آپ کو وزیر اعظم تسلیم نہ کرتا ہو اور اپنی عوام کی عزت نہ کرتا ہو تو بھلا بیرون ممالک میں اس کو عزت کیسے نصیب ہو سکتی ہے؟ دولت مشترکہ کے اجلاس میں شرکت کے لیے آئے وزیر اعظم شاہد خاقان عباسی سے نجی چینل کے ایک صحافی نے پوچھا کہ آپ امریکہ کے نجی دورے پر گئے تو آپ کی ایئر پورٹ پر باقاعدہ تلاشی لی گئی اور آپ نے امریکی قوانین کی پاسداری کی تو کیا گزشتہ دنوں اسلام آباد میں ایک امریکی دفاعی اتاشی کرنل جوزف امینول ہال نے پاکستانی ٹریفک قوانین کی خلاف ورزی کرتے ہوئے شراب کے نشے میں دھت اپنی گاڑی کے نیچے دو موٹر سائیکل سوار نوجوانوں کو کچل کر ہلاک کر دیا۔کیا آپ بھی اب اسے قانونی پاسداری کروائیں گے؟ صحافی کا سوال سن کر وزیر اعظم شاہد خاقان عباسی پہلے زیر لب مسکرائے اور پھر کہا ''ماشاءاللہ! آپ کا سوال بہت اچھا ہے''۔صحافت میں اکثر سادے، آسان اور اچھے سوالوں کا جواب بہت مشکل ہوتا ہے اور جواب دینے والا ''لاجواب'' ہو جاتا ہے۔کرنل تو پاکستان کا بڑا بھاری ہوتا ہے، یہاں تو امریکہ بہادر کا کرنل ہے بھلا اس کے بارے میں ''جواب'' دینا اپنی نوکری سے ''جواب'' ملنے کے مترادف تھا۔امریکی دفاعی اتاشی کا کیس عدالت میں چل رہا ہے،چند روز مقتول کے والد کے بیانات نشر ہوئے اور کچھ عوامی ردعمل بھی دیکھنے کو ملا مگر اس کا انجام وہی ہو گا جو سب کو پہلے سے معلوم ہے۔اس سے قبل 27 جنوری 2011ء کو لاہور میں سی آئی اے کے خفیہ ایجنٹ ریمنڈ ڈیوس کو بھی دو پاکستانی لڑکوں کو سر عام گولی مار کر قتل کرنے جرم گرفتار کیا تھا جسے با عزت امریکہ پہنچایا گیا تھا۔سچے واقعات پر مبنی ناول (Kill Bin Laden) KBL میں مصنف جان وائس مین نے ریمنڈ ڈیوس کے حوالے سے بھی تفصیلی ذکر کیا ہے ۔وہ اسامہ بن لادن کو ہلاک کرنے کے مشن پر ہی پاکستان آیا تھا۔اس کتاب کے Chapter9 میں صفحہ 91 سے 101 تک ریمنڈ ڈیوس کے قتال کی تمام تفصیل درج ہے۔Chapter17 صفحہ 151 سے 157 تک اسے چھڑانے کی تفصیل ہے جس میں وہ اس بات پر برہمی کا اظہار کرتا ہے کہ سینیٹر جان کیری کے پاکستان آنے سے قبل بیک ڈور چینل سے اس وقت کے وزیر اعظم سے پانچ لاکھ ڈالر دیت کی ڈیل ہو چکی تھی مگر جان کیری کی پریس کانفرنس کے بعد پاکستانی عدالت نے ریمنڈ ڈیوس کو چودہ مارچ تک جیل میں رکھنے اور دیت کی رقم 2 ملین ڈالر تک اس لیے بڑھا دی کہ لواحقین کی یہ ڈیمانڈ تھی۔Chapter22 صفحہ 188 سے 189 میں بتایا گیا ہے کہ CIA نے

پاکستانی گورنمنٹ کو 2 ملین ڈالر لواحقین کو دینے کے لیے دیے۔ لواحقین نے ISI اور دیگر حکام کی موجودگی اور کہنے پر دستاویزات پر دستخط کیے۔ ان کو پتہ چل گیا تھا کہ لواحقین کو رقم سرکاری ''کٹوتی'' کے بعد ہی دی جا رہی ہے۔ کرنل جوزف کے ساتھ بھی ایسا معاملہ کیا جا رہا ہے چند روز بعد کرنل جوزف عزت کے ساتھ اپنے وطن چلے جائیں گے اور لواحقین ''سرکاری کٹوتی'' کے بعد دیت وصول کر لیں گے۔ سی آئی اے کے خفیہ ایجنٹ ریمنڈ ڈیوس اور امریکی دفاعی اتاشی کرنل جوزف پاکستان میں Diplomates تھے ان کو 1961ء کے ویانا کنونشن کے تحت Diplomatic Immunity بھی حاصل تھی۔ اس کے باوجود انکو پاکستانی شہریوں کی جان سے کھیلنے کی اجازت نہیں تھی اور انکو قانونی چارہ جوئی کا سامنا کرنا پڑتا ہے۔ مگر قانون تو ہے ہی طاقتور کو تحفظ دینے کا نام...... ! خودانحصاری کے بغیر خودمختاری ممکن نہیں، جن ہاتھوں نے امداد مانگنے کے لیے جھولی پھیلائی ہو وہ دینے والے کے گریبان تک اس وقت تک نہیں پہنچ سکتے جب تک جھولی سے ہاتھ نہ ہٹائیں۔

22 جون 2017ء بلوچستان کے ایم پی اے اچکزئی نے بھی طاقت کے نشے میں دھت ٹریفک سارجنٹ حاجی عطاءاللہ کو اپنی گاڑی کے نیچے اس وقت روند ڈالا جب وہ چوراہے پر کھڑا اپنے پیشہ وارانہ فرائض سرانجام دے رہا تھا۔ سی سی ٹی وی کیمرے میں آنے کی وجہ سے سوشل میڈیا پر یہ سانحہ بڑا وائرل ہوا مگر اچکزئی کا قانون بال بھی بانکا نہ کر سکا۔ میاں صاحب کی ''مجھے کیوں نکالا'' والی جی ٹی روڈ والی ریلی میں بھی ایک بچہ اشرافیہ کی کار کے نیچے کچلا گیا تھا جسے کیپٹن صفدر نے شہید کا لقب دیکر جان چھڑا لی۔ چند برس قبل پراپرٹی ٹائی کون ملک ریاض کے بیٹے کی کار کی نیچے آ کر چار افراد ہلاک ہو گئے تھے جس کے بعد وہی ہوا جو طاقتور کے ساتھ ہوتا ہے یعنی معاملے پر مٹی ڈال دی گئی۔ اگر قانون سب کے لیے یکساں ہوتا تو وڈیرے کا بگڑا بیٹا مصطفے کانجو قتل کے جرم میں عدالت سے سزائے موت کی سزا سننے کے بعد عدالت سے باہر آ کر وکٹری کے نشان نہ بناتا۔ اس کا اعتماد دیکھ کر یہ اندازہ لگانا مشکل نہیں تھا کہ اسے یقین تھا کہ اسے پھانسی نہیں ہو سکتی۔ انصاف کا یہ نظام دیکھ کر ہی تو ایک ماں نے یہ کہہ دیا تھا کہ میں طاقتور کے خلاف اپنے بیٹے کے قتل کا مقدمہ مزید نہیں لڑوں گی کیونکہ بیٹا تو دنیا سے چلا گیا مگر اس غریب کی جوان بیٹیاں ابھی زندہ ہیں اور مجھے ان کی عزت اور زندگی داؤ پر نہیں لگانی۔ ہمارے ملک کا سب سے بڑا المیہ ہی یہ ہے کہ پاکستان کو دو طبقوں میں بانٹ دیا گیا ہے۔ امیر اور طاقتور کے لیے علیحدہ پاکستان ہے اور غریب اور کمزور کے لیے علیحدہ۔ کمزور اور غریب بندہ معمولی چوری کے الزام میں پکڑا جائے تو اس کے تمام گھر والوں کو بھی تھانوں میں ذلیل کیا جاتا ہے، کچہریوں کی خاک چھاننی پڑتی ہے، سخت ترین سزا انکا مقدر بنتی ہے اور بعض اوقات کوئی غریب بے گناہ ہی ناکردہ جرم میں جیل میں ایسے ماحول میں سزا کاٹتا ہے جہاں اس کے ساتھ غیر انسانی سلوک بھی ہوتا ہے۔ اس کے برعکس طاقتور پہلے تو کبھی قانون کی زد میں ہی نہیں آتا اگر آ بھی جائے تو مال و دولت سے قانون و انصاف والے ادارے ہی خرید لیتا ہے۔ اربوں روپے قومی خزانے سے لوٹ کر ڈھٹائی سے عوام کے سامنے آتے ہیں اور پوچھتے ہیں کہ ہمیں کیوں نکالا؟ عوام کا اربوں روپیہ ڈکارنے والوں سے قانون بھی عزت سے پیش آتا ہے، جے آئی ٹی کے سامنے پیش ہونے سے حرمت میں کمی محسوس کرتے ہیں، جے آئی ٹی کے سامنے باعزت طریقے سے کرسی پر بیٹھے کی تصویر لیک ہو جانے پر ایسا شور مچاتے ہیں کہ جیسے کسی نے نہاتے ہوئے کی تصویر بنا کر شائع کر دی ہو۔ کیا کسی غریب اور کمزور کو بھی کسی جرم میں پکڑے جانے کے

بعد ایسی سہولیات دی جائیں گی؟ اب بہت ہو چکا یہ دو طرح کا پاکستان......اب وقت آ گیا ہے کہ نظام تبدیل ہو۔ سب شہریوں کے لیے قانون و انصاف یکساں ہو، تعلیمی نصاب و نظام ایک جیسا ہو، صحت اور جان و مال کا تحفظ سمیت تمام بنیادی سہولتیں مساویانہ پور پر ملیں۔ دراصل یہی عوام اور ووٹر کی عزت ہے۔

تحریر: سہیل احمد لون

سربٹن۔ سرے

sohailloun@gmail.com

28-04-2018